مولانا عنایت اللہ (بورے والا)

مقدس قافلے کی امانت

ہندوستان میں اسلام اور اس کی دعوت کے یکے بعد دیگرے کئی موڑ آئے۔ اسلامی دعوت کا قافلہ چلتا رہا اور رکتا رہا۔ تا آنکہ قدرت کی فیاضیوں نے اس ظلمت کدہ ہند کو نور ہدایت پوری وسعت کے ساتھ عطا کرنے کے لئے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا اور حضرت خواجہ کی پرتاثیر شہادت حق سے روشنی کا مینار تعمیر ہوا۔ حضرت خواجہ اور آپ کے خلفا سے ہندوستان میں جس زور سے تحریک اسلامی کو تقویت پہنچی وہ ازہر من الشمس ہے۔ رفتہ رفتہ اکبری الحاد اور ہندوستانی دیدانت نے گہرا وار کیا اور اکثر صوفیاء بھی مسلک حق کی اسلامی دعوت کی بجائے روایات میں کھو گئے۔ رحمت الٰہی پھر جوش میں آئی اور ہندوستان کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسا باکمال صاحب دعوت عطا کیا۔ امام ربانی کے مسلسل جذبۂ اسلامی سے ایک طرف اکبری فتنہ ختم ہوا اور دوسری طرف مدرسہ اور خانقاہ کی آویزش فروتر ہوئی۔ تا آنکہ آنے والے پر آشوب دور سے کچھ پہلے آفتاب ہدایت امام ولی اللہ دہلوی کی ذات گرامی نے علم جہاد اور تصوف کی صحیح تعین تعمیر کے لئے ایک عظیم گروہ تیار کیا۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز نے ان خطوط میں رنگ بھرا اور امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید اور حضرت اسمٰعیل شہید نے ان خطوط کو جو شاہ ولی اللہ نے متعین کئے اور شاہ عبدالعزیز نے ان میں رنگ بھرا بالاکوٹ کے مقام پر اپنی جانیں جانِ آفریں کے سپرد کر کے ہندوستان کی سرزمین کو خطوط کے ان رنگوں سے رنگین کیا اور فرنگی استبداد کے لئے ایک قافلہ نئے سرے سے آیا اور بڑھا۔ اسی مقدس قافلے کی ایک کڑی حضرت امیر شریعت تھے۔ بالاکوٹ کی قربانیوں کے بعد فرنگی حکومت ملک پر قابض ہو گئی۔ جہاد ۱۸۵۷ء کی کوشش بظاہر ناکام ہوئی۔ فرنگی تلوار نے اسلام اور مسلمان کا ہر جہت سے خاتمہ شروع کر دیا۔ علماء حق پھانسی دے دیئے گئے۔ جلاوطن کئے گئے اور کچھ ہجرت کر گئے۔ بات ذرا تلخ ہے کچھ عاقبت نااندیش اور گمراہ مولوی اور پیروں نے انگریز کے قصیدے لکھنے شروع کر دیئے کچھ باایمان تو تھے مگر صاحب استقامت نہ تھے۔ گوشہ نشیں ہو گئے۔ انگریز کی دور رس نگاہ نے منصوبہ بنایا کہ اسلام مٹایا جائے۔ اور مسلمانوں سے کتاب کریم قرآن کو لفظاً بھی چھین لیا جائے۔ مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان کے جینا مشکل نہیں۔ بلکہ ناممکن ہو گیا۔ مایوسی اور بد دلی نے مسلمانوں کا مستقبل تاریک بنا دیا۔ ۵۷ء کی جنگ ناکامی کے دو بقیۃ السیف مجاہد امام برحق قطب الارشاد ظاہر و باطن کے جامع چشتیہ نسبت کے حامل نقشبندیہ نسبت کے کامل حجۃ الاسلام امام محمد قاسم اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے علم اسلام ہاتھ میں لیا اور تحریک اسلامی کی بنیاد رکھی۔ اور اسلام کی ایک ایسی شمع روشن کی جس سے عرب و عجم میں ہزارہا چراغ روشن ہوئے۔ اور دعوت اسلام کے ایک ایک گوشے میں دعوت و اصلاح کی۔ صدا اس زور سے بلند ہوئی کہ بانگ خلیل نے کفر کے ہر ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا۔ قاسم و رشید رحمہم اللہ تعالیٰ کے عظیم جانشین شیخ الہند

(محمود حسن) نے دنیا کے اس حصے سے لے کر اس حصے تک دعوت حق کو پھیلا دیا۔ علم فقہ، حدیث، تفسیر، خصوصی طور پر دعوت دین کا سرچشمہ قرار دیئے گئے۔ اصلاح باطن کے لئے اشتغال روحانی جو نسبتِ چشتیہ کا ورثہ تھے صحیح اسلامی شکل میں پیش کئے گئے۔ علم شریعت اور تصوف و احسان کے علمبردار قافلے نے جہاد حریت کی روح پھونکی۔ یہ مقدس گروہ آگے بڑھا فرنگی کا نام لینا ہی جب کپکپی پیدا کر دیتا تھا۔ اس مقدس قافلے نے فرنگی کو للکارا اور نور بصیرت سے جان گئے کہ جب تک ہندوستان آزاد نہ ہو مرکز اسلام عرب فرنگی جور و استبداد سے آزاد نہیں ہو سکے گا۔ فرنگی نے ہندوستان خالی کیا۔ آج عرب ممالک کا حال دیکھ لیجیئے کیا سے کیا ہو چکا ہے۔

آج بھی یہ، قافلہ تحریک دعوت اسلامی کے لئے سر بکف ہے۔

حضرت امیر شریعت اسی مقدس قافلے کی ایک امانت تھے۔ آپ کیا تھے، کیا کیا۔ آپ کی اسلامی خدمات وطنی حریت کس شکل میں ظاہر ہوئیں۔ اپنے اپنے دلوں سے پوچھیئے۔ اگر اب تک ہم امیر شریعت کو سمجھنے سے قاصر رہے یا جہل و نادانی نے راہ روکے رکھی تو رونے دھونے سے نہ کبھی کچھ ہوا اور نہ آئندہ کچھ ہو گا

اٹھو اور حضرت امیر شریعت کی پھیلائی ہوئی روشنی سے نشان منزل معلوم کرو۔ اور منزل کو پا لو۔ ورنہ یاد رکھو قیامت قریب ہے اور اللہ حسیب ہے

امرتسر میں۔۔۔۔۔ شیخ عبدالواحد، چینی کے برتنوں کی دکان کرتے تھے۔ شاہ جی کے دوست تھے۔ ان دنوں شاہ جی کی رہائش ایک چوبارے پر تھی جہاں مہمانوں کے بٹھانے کے لئے جگہ نہیں تھی۔ لہذا شیخ عبدالواحد جب کبھی شاہ جی سے ملنے آتے تو، نیچے کھڑے ہو کر بات چیت ہوتی یا قریب کی ایک دکان پر بیٹھ کر۔ ایک دن شیخ صاحب ملنے آئے تو شاہ جی نے اوپر سے کھڑکی میں سے جھانکا۔ چونکہ کسی کام میں مصروف تھے اس لئے نیچے نہ اترے اور وہیں سے بات چیت کر لی۔ شیخ صاحب اس وقت تو واپس چلے گئے۔ مگر انہیں یہ بات محسوس بہت ہوئی۔ حتیٰ کہ کچھ ہی دنوں میں دکان چھوڑ کر پشاور چلے گئے۔ اور پھر وہاں سے ایک خط لکھا خط میں صرف ایک شعر لکھا کہ

اس شوخ نے نگاہ نہ کی ہم بھی چپ رہے
ہم نے بھی کوئی آہ نہ کی، ہم بھی چپ رہے۔

(روایت حرم امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا!)